

لیلۃُ القدر افضل ہمایا

شبِ ولادت



مصنف

شیخ التفسیر والحديث اُستاذ العلماء رئیس التحریر
حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

سعادتِ اہتمام

حضرت علامہ سید حمزہ علی قادری مدظلہ العالی

عطاری پبلشرز

www.FaizAhmedOwaisi.com



بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام على سيد المرسلين صلى الله عليه وسلم

ليلة القدر افضل هے يا شب ميلاد؟

مصنف

فیض ملت، شمس المصنفین، اُستاذ العرب والعجم، مُفتی اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على افضل الانبياء والمرسلين وعلى
اله الطيبين واصحابه الطاهرين.

اَمَّا بعد! نبی کریم شفیع معظم ﷺ کی محبت ایمان کی جان، مغز قرآن اور روح اسلام ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ محبوب کی ہر
نسبت سے پیار ہوتا ہے اور وہی شے ہر شے سے افضل و اعلیٰ نظر آتی ہے۔ یہی طریقہ قرآن سکھاتا ہے قرآن مجید میں ہے

:

وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝

”اس زمانہ محبوب کی قسم۔ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے۔“ (پارہ ۳۰، سورۃ العصر، آیت ۲، ۱)

لَا أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۝

اور فرمایا:

”مجھے اس شہر کی قسم۔“ (پارہ ۳۰، سورۃ البلد، آیت ۱)

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝

اور فرمایا:

”اے محبوب تمہاری جان کی قسم، بیشک وہ اپنے نشہ میں جھک رہے ہیں۔“ (پارہ ۱۴، سورۃ الحجر، آیت ۷۲، ۷۱)

وَالضُّحَىٰ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝

اور فرمایا:

”چاشت کی قسم۔ اور رات کی جب پردہ ڈالے۔“ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحیٰ، آیت ۲، ۱)

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ۝

اور فرمایا:

”اور رات کی قسم جب چھائے۔“ (پارہ ۳۰، سورۃ الیل، آیت ۱)

وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝

اور فرمایا:

”اس صبح کی قسم۔ اور دس راتوں کی۔“ (پارہ ۳۰، سورۃ الفجر، آیت ۲، ۱)

اور فرمایا: وَالْعَدِيدِ صُبْحًا ۝ فَأَلْمُورِيتِ قَدْخًا ۝ فَأَلْمُغِيرَتِ صُبْحًا ۝ فَأَثَرُنِ بِهِ نَقْعًا ۝ فَوَسْطُنِ

بِهِ جَمْعًا ۝

”قسم ان کی جو دوڑتے ہیں سینے سے آواز نکلتی ہوئی۔ پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سُم مار کر۔ پھر صبح ہوتے تاراج



کرتے ہیں۔ پھر اس وقت غبار اڑاتے ہیں۔ پھر دشمن کے بیچ لشکر میں جاتے ہیں۔“

(پارہ ۳۰، سورۃ العادیات، آیت ۱۵۔)

اور یہ تو سب کو یقین ہے کہ عرب تمام ممالک سے افضل ہے۔ اس لئے کہ حضور نبی پاک ﷺ عربی ہیں اور آسمان سے زمین افضل ہے اس لئے کہ حضور نبی پاک ﷺ زمین میں رونق افروز ہیں اور بعض آئمہ کے نزدیک مدینہ پاک مکہ شریف کے شہر سے افضل ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ اس شہر میں آرام فرما رہے ہیں۔
محدثین کرام نے فرمایا:

ليلة المولد الفضل من ليلة القدر.

”شب میلاد شب قدر سے افضل ہے۔“



چنانچہ

علامہ احمد بن محمد القسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

سوال:

فان قلت: اذا قلنا بانه عليه الصلوة والسلام ولد ليلانا فلما افضل ليلة القدر اوليلة مولده ﷺ؟

اگر تم سوال کرو کہ ہم کہتے ہیں کہ حضور (ﷺ) رات کو پیدا ہوئے تو ان میں کون افضل ہے شب میلاد یا شب قدر؟

جواب:

اجيب: بان ليلة مولده افضل من ليلة القدر من وجوه ثلاثة احدها: ان ليلة المولد ليلة ظهوره ﷺ وليلة القدر معطاة له وماشرف بظهور ذات المشرف من اجله اشرف / مماشرف بسبب ما اعطيه ولانزاع في ذلك فكانت ليلة المولد، بهذا الاعتبار افضل.

شب میلاد شب قدر سے افضل ہے اس کی تین (۳) وجوہات ہیں:

(۱) شب میلاد حضور ﷺ کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر وہ رات ہے جس میں حضور ﷺ کو ایک عطیہ عطا ہوا تو اس سے وہ افضل ہوا جسے یہ عطیہ ملا۔ اس معنی پر شب میلاد شب قدر سے افضل ہوئی۔



(۲) الثانی: ان لیلۃ القدر شرفت بنزل الملائکۃ فیہا ، و لیلۃ المولد شرفت بظہورہ ﷺ فیہا . ومن شرفت بہ لیلۃ المولد افضل ممن شرفت بہم لیلۃ القدر عل الاصح المرتضیٰ ، فتكون لیلۃ المولد افضل فتكون لیلۃ المولد افضل .

شب قدر ملائکہ کے نزول سے مشرف ہوئی۔ اور شب میلاد حضور ﷺ کی ذات سے مشرف ہوئی تو حضور ﷺ ملائکہ سے افضل ہیں قلہذا شب میلاد شب قدر سے افضل ہوئی۔

(۳) الثالث: ان لیلۃ القدر وقع التفضل فیہا علی امة محمد ﷺ و لیلۃ القدر الشریف وقع التفضل فیہا علی سائر الموجودات فهو الذی بعثہ اللہ ﷻ رحمة للعالمین ، فعمت بہ النعمة علی جمیع الخلائق فكانت لیلۃ المولد اعم نفعاً فكانت افضل :

لیلۃ القدر میں صرف امت حبیب (ﷺ) کو فضیلت ملی اور شب میلاد میں جملہ موجودات کے ذرہ ذرہ کو شرف ملا کیونکہ حضور ﷺ کل کائنات کے لئے رحمت ہو کر مبعوث ہوئے تو یہ نعمت جملہ مخلوق کے لئے عام ہوئی۔ اس معنی پر لیلۃ المیلاد نفع کے اعتبار سے افضل ہوئی۔



فائدہ ﴿مدة الحمل واختلف ايضاً في مدة الحمل به ، فقليل تسعة اشهر وقيل ثمانية وقيل سبعة وقيل ستة .

”آپ ﷺ کے مدت حمل کے حلق اختلاف ہے بعض نے کہا نو (۹) ماہ بعض نے کہا آٹھ (۸) ماہ بعض نے کہا سات (۷) ماہ۔“

مكان الولادة

وولد عليه السلام في الدار التي كانت لمحمد بن يوسف اخي الحجاج ويقال بالشعب ، ويقال بالرдем ويقال بعسفان .

اور نبی پاک (ﷺ) کی ولادت مبارکہ حجاج کے بھائی محمد بن یوسف کی دارالملکہ میں ہوئی جسے شعب کہا جاتا۔ بعض نے کہا ردم میں بعض نے کہا عسفان میں۔



ولادت کے وقت کس نے دودھ پلایا؟

فائدہ الرضاعة عند الولادة؟

وارضعتہ ﷺ ثویہ، عتیقہ ابی لہب اعتقها حين بشرته بولادته ﷺ وقد رأى ابولہب بعد موته في النوم فقیل له ما حالک؟ فقال: فی النار الا اله خفف عني كل ليلة اثنين، وامص من بين اصبعي هاتين ماء و اشار براس اصبعه وان ذلك باعتاقی لثویبة عند ما بشرتني بولادة النبی ﷺ وبارضاعها له.

قال ابن الجزري فاذا كان هذا بولہب الکافر، الذي نزل القرآن بدمه جوزی فی النار بفرحه ليلة مولد النبی ﷺ به فما حال المسلم الموحّد من امته عليه السلام الذي يسر بمولده ويبذل ما اتصل اليه قدرته فی محبته ﷺ لعمري انما يكون جزاؤه من الله الكريم ان يدخله بفضلہ العميم جنات النعيم.

خلاصہ یہ کہ ولادت کے وقت آپ (ﷺ) کو **ثَوِيْبَة** نے دودھ پلایا۔ اُس کے بعد **ابولہب** نے اُسے آزاد کیا اس سے **ابولہب** کو جو انعام ملا وہ مشہور ہے۔



الاحتفال بالمولد

میلاد کی محافل کا حال یہ ہے کہ

ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام ويعملون الولائم ويتصدقون في لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون في المبرات ويعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من برکاته كل فضل عميم ومما جرب من خواصه ان امان في ذلك العام ابشرى عاجلة بنيل البغته والمرام فرحم الله امرأتها ليالي شهر مولده المبارك اعياداً ليكون اشد علة على من في قلبه مرض وداء ولقد رطب ابن الحاج (في المدخل) في الانكار على ما حدثه الناس من البدع والا هواء والغناء الآلات المحرمة عند عمل المولد الشريف فالله يشيه على قصده الجليل ويسلك بنا سبيل السنة فانه حسبنا ونعم الوكيل .



ترجمہ ﴿ اہل اسلام ہمیشہ ماومیلاد میں محفلیں اور ان راتوں میں صدقات و خیرات کرتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں اور پہلے سے زیادہ خیرات کا اہتمام کرتے ہیں اور میلاد شریف کی نعتیں پڑھتے اور سمجھتے ہیں کہ انہی ایام میں برکات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ خواص کا تجربہ ہے کہ سال بھر امان اور نقد انعام ایزدی نصیب ہوتا ہے۔ ان امراء کو مبارک ہو جو ان ایام کو عید مناتے ہیں۔ تاکہ اس پر یہ کوہ گراں ہو جو میلاد کا منکر ہے۔ ابن الحاج نے المدخل میں اُن لوگوں کی باتیں بری بتائی ہیں جو میلاد شریف کو بڑے طریقے سے کرتے ہیں مثلاً باجے وغیرہ وغیرہ۔ اللہ ﷻ اُسے ثواب دے گا جو احسن طریق سے محفل میلاد سجاتا ہے۔

۲۔ حضرت امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح مواہب لدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

فان قلت اذا قلنا بانه عليه السلام ولد البلاء على القول المرجوح (فايما افضل ليلة القدر أو ليلة مولده ﷺ) قلت (أحبیب بان ليلة مولد عليه السلام أفضل من ليلة القدر من وجوه ثلاثة أحدها أن ليلة المولد ليلة ظهوره ﷺ وليلة القدر معطاة له وما) **أى والذى** (شرف بظهور ذات المشرف من أجله أشرف مما شرف بسبب ما أعطيه ولا نزاع فى ذلك) **الذى ذكرناه من أن ما شرف الخ وحيث لا نزاع** (فكانت ليلة المولد افضل من ليلة القدر) **بهذا الاعتبار** (لثانى) **من الوجوه الثلاثة** (أن ليلة القدر شرفت بنزول الملائكة فيها) **على أحد** **الاقوال فى سبب تسميتها بذلك والثانى لنزول القرآن فيها والثالث أن الذى يراها يصير ذا قدر** **والرابع لما يكتب فيها من الاقدار فيها يفرق كل أمر حكيم** (وليلة المولد شرفت بظهوره ﷺ) **ومن** **شرفت به ليلة المولد أفضل ممن شرفت بهم ليلة القدر** **وهم الملائكة** (على الاصح المرتضى) **عند جمهور** **أهل السنة من أن النبى أفضل من الملك فأما نبينا ﷺ فأفضل من جميع العالمين اجماعاً حكا** **الامام الرازى وابن السبكى والسراج البلقينى قال الزركشى واستثنوه من الخلاف فى التفضيل بين الملك والبشر فهو أفضل حتى من أمين الوحي خلافاً لما وقع فى الكشاف ولذا قال بعض** **المفارقة جهل الزمخشري مذهبه فقد أجمع المعتزلة على استثناء المصطفى من الخلاف** **انتهى نعم زعم أن طائفة منهم كالرمانى خرقوا المصنف وأقر متعقب قال الشهاب الهيتمى فيه** **احتمال واستدلال بما لا ينتج المدعى لانه ان أن ارید أن تلك اللية ومثلها من كل سنة الى يوم**



القیامۃ افضل من لیلة القدر فهذه الادلة لا منتج ذلك كما هو جلی وان ارید عین تلك لليلة
 فلیلة القدر لم تكن موجودة اذاک وانما أتى فضلها فی الاحادیث الصحیحة علی سائر لیالی
 السنة بعد الولاة بمدة قلم یمکن اجتماعهما حتی یأتی بینهما تفضیل وتلك انقضت وهذه
 باقیة الی الیوم وقد نص الشارع ولم أفضلیتها ولم یتعرض لیلۃ مولده ولالا مثالها بالتفضیل
 أصلا فوجب علینا أن نقتصر علی ما جاء عنه ولا نبتدع شیأ من عند نفوسنا القاصر عن ادراکه الا
 بتوقیف منه ﷺ علی انا وسلمنا أفضلیة لۃ مولد، لم یکن فائدة اذلا فائدة فی تفضیل الازمنه
 الالبفضل العمل فیها وأما تفضیل ذات الزمن الذی لا یكون العمل فیہ فلیس له کبیر فائدة الی
 هنا کلامه وهو وجیه ثم اذا قلنا بما قال المصنف وفلما ان الولادتها فهل الافضل یوم المولد أو
 یوم البعث والاقرب کما قال شیخنا ان یوم المولد افضل لمن الله به فیہ علی العالمین ووجوده
 یترتیب علیہ بعثه فالوجود أصل والبعثة طارئة علیہ وذلك قد یقتضی تفضیل المولد لا صالته (فیها
 شهر اما أشرفه) بالفاء (وأوفر حرمة لیالیہ کانتها) لشدة لمعانها وضوئها (لالنی) جمع لؤلؤ (فی العقود) جمع
 عقد (یا وجها ما أشرفه) بالقاف (من) وجه (مولود فسیحان من جعل مولده للقلوب ربیعا وحسنه بدیعا) وأنشد
 المصنف لغيره بستان هما (یقول لنا لسان الحال منه) ﷺ (وقول الحق یعذب) یحلوا (للسمع) ان سألت
 عن صفاتی وأحوالی (فوجهی والزمان وشهروضعی) فالفاء جواب شرط مقدر (ربیع) المراد به وجهه ﷺ
 شبهه بالربیع فی اعتداله وحسنه ورونقه (فی ربیع) أى من الربیع (فی ربیع) أى شهر ربیع المولود فیہ
 ﷺ وقد قال أهل المعانی کما فی السبل کان مولده فی فصل الربیع وهو أعدل الفصول لیلۃ ونهاره
 معتدل لان بین الحر والبرده یمیه معتدل بین البیوسة والرطوبة وشمسه معتدلة فی العلوم
 والهبوط وقره معتدل فی أول درجة من اللیالی البیض وینعقد فی سلك هذا النظام ما هیأ لله تعالی
 من أسماء مربیه فی الوالدة والقاله الامن والشفاء وفی اسم الحاضنته البرکة وانما وفی المرضعة
 الاتی ذکرهما الثواب والحلم والسعد. (زرقاتی شرح المواهب الدنیة، صفحہ ۱۳۶، جلد ۱، مطبوعہ مصر)

اگر تم سوال کرو جب ہم یہ تسلیم کریں کہ حضور ﷺ کی ولادت (قول مرجوح پر) شب کو ہوئی تو پھر بتاؤ کہ لیلة القدر اور



شب میلاد میں سے کون افضل ہے؟ تو اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ کئی وجوہ سے **لیلۃ القدر** سے **شب میلاد** افضل ہے۔

(۱) **شب میلاد** حضور (ﷺ) کے ظہور کی رات ہے اور **لیلۃ القدر** ایک عطیہ ہے جو آپ کو عطا ہوئی اور ظاہر ہے کہ ذات اشرف ہوتی ہے اس شے کی بہ نسبت جو اسے عطا ہوا اور اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔ اسی لئے ثابت ہوا کہ **شب میلاد** **لیلۃ القدر** سے افضل ہے۔

(۲) **لیلۃ القدر** کی شرافت اس لئے ہے کہ اس میں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے اسی لئے اس کا نام بھی **لیلۃ القدر** یعنی **قدر** اور **شانوں والی رات** اور یہ فضیلت **لیلۃ القدر** کو حاصل ہے کہ اس میں قرآن کا نزول یکبارگی ہوا کہ اسے **لوح محفوظ** میں اتارا گیا نیز جو اس شب کے برکات کو دیکھتا ہے وہ بھی بڑی شان والا ہو جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر **لیلۃ القدر** کی فضیلت یہ ہے کہ اس میں تقدیریں اور اہم امور لکھے جاتے ہیں۔

لیکن **شب میلاد** کو سب سے بڑی فضیلت یہ نصیب ہے کہ اس میں رسول اکرم (ﷺ) کا ظہور ہوا اور قاعدہ ہے کہ جو چیزیں **لیلۃ القدر** کی وجہ سے مشرف ہوئیں ان سے وہ زیادہ فضیلت رکھتی ہیں جو رسول اکرم (ﷺ) کی وجہ سے شرف یاب ہوئیں اور رسول اللہ (ﷺ) کے ظہور کی فضیلت نزول ملائکہ کی فضیلت سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ کہاں ملائکہ اور کہاں

امام الانبیاء (ﷺ)۔ جمہور کا مذہب ہے کہ نبی پاک (ﷺ) نہ صرف ملائکہ سے افضل ہیں بلکہ جملہ عالمین سے افضل ہیں اس پر **اہلسنت** کے علاوہ **معتزلہ** (مسلمانوں کا ایک فرقہ جس کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید عقلاً معلوم ہو سکتی ہے) کا بھی اتفاق ہے۔ بلکہ ان کے مذہب پر بھی جو ملائکہ کو انبیاء علیہم السلام سے افضل مانتے ہیں لیکن وہ رسول اللہ (ﷺ) کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ نبی پاک (ﷺ) تمام ملائکہ سے افضل ہیں یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام سے بھی۔ وہاں زختری سے خطا ہوئی کچھ دوسروں سے بھی لیکن یہ غلطی پر ہیں کہ اجماع کے خلاف کر رہے ہیں۔

بہر حال **شب میلاد** **لیلۃ القدر** سے افضل ہے یہی ہمارا مائدہ عا ہے۔ تیسری وجہ فضیلت یہ ہے کہ **لیلۃ القدر** صرف امت محمدیہ پر ایک لطف و کرم ہے اور یہ صرف اسی امت کو نصیب ہوئی۔ جمہور علماء نے فرمایا کہ سابقہ اُمم میں کسی کو **لیلۃ القدر** نصیب نہ تھی اور **لیلۃ المیلاد** کی برکات جمیع موجودات کو نصیب ہوئیں۔ یعنی امت مصطفیٰ (ﷺ) کو بھی اور دوسری مخلوق کو

بھی کہ سب کو اسی شب میں عذاب اور حذف و نسخ سے امن نصیب ہوا کیونکہ حضور (ﷺ) کو رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث فرمایا اسی معنی پر یہ نعمت جمیع مخلوق کو عام ہے۔ جو شے نفع میں ہمہ گیر ہو وہ افضل ہوتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ لیلۃ القدر شب قدر سے افضل ہے۔ یہ وجہ صاحب مواہب لدنیہ نے بتائے اس پر کسی کو انکار بھی نہیں۔ حضرت علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس میں احتمال ہے اور استدلال بھی۔ نتیجہ خیز نہیں۔ کیونکہ اگر استدلال ہر لیلۃ المیلاد کے لئے ہے کہ ہر سال لیلۃ المیلاد، لیلۃ القدر سے افضل ہے یہ قول کسی قطار میں نہیں اور نہ کوئی اس کا قائل ہے اور اگر یہ اسی متعین شب میلاد کی بات ہے تو بجا لیکن اُس وقت تو شب قدر کا وجود بھی نہ تھا کیونکہ یہ عطاء تو حضور (ﷺ) کی اعلان نبوت کے بعد ہونی چاہئے کہ ہم اس بارے میں توقف کریں۔ علاوہ ازیں اس بحث سے کوئی فائدہ بھی نہیں کیونکہ فضیلت کی بات عمل سے ہوتی ہے اور یہ زمانہ عمل کا نہ تھا۔

جواب: یہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتی رائے ہے۔ ایک اکیلے محدث کی رائے کو ترجیح نہیں دی جاسکتی جب کہ اُن کے مقابلے میں دیگر محدثین اکابر فضیلت کے قائل ہیں۔

﴿ماہ ربیع الاول کے فضائل﴾

اے وہ مہینہ کہ جس کی ہر رات موتیوں کی طرح ہے اور تیری چمک کیسی ہے کہ اس ذات نے ظہور فرمایا کہ جس کی وجہ سے جملہ قلوب میں بہار ہے اور گویا رسول اکرم (ﷺ) نے لسانِ حال سے فرمایا کہ میرا قول بیٹھا جو سننے والے کو بیٹھا لگے تم اگر میری صفات و احوال پوچھتے ہو تو میرا چہرہ، میرا زمانہ، میرا مہینہ، میرا آنا، رونق در رونق۔ اور علماء نے فرمایا یہ اس لئے کہ آپ کی ولادت ربیع الاول موسم بہار میں ہوئی۔ جس کے دن رات اعتدال پر ہوتے ہیں کہ نہ گرم اور نہ سرد۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نظام بھی اس طرح بنادیا کہ آپ کی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آپ کی دودھ پلانے والی شفاء اور حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہن۔

تبصرہ اویسی ﴿فقیرانہ﴾ شارح امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل سے واضح فرمایا کہ لیلۃ المیلاد شب قدر سے افضل ہے۔

اور علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا احتمال بھی صحیح نہیں اس لئے کہ اگرچہ فضیلت صرف اسی شب متعین کی ہے اور اس وقت شب قدر کا وجود نہیں تھا لیکن سوال اس کے اس وجود سے نہیں بلکہ اس کے موجود ہونے کے بعد ہے اور بوقت سوال اس کا وجود ہے۔ یعنی نفس مسئلہ کی حیثیت سے شے کے وجود و عدم سے بحث نہیں ہوتی۔

۳۔ اسی بحث کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تالیف ”مائت بالسنة“ میں بیان فرماتے ہیں کہ

ثم اذا قلنا انه ولد ليلا فتلك الليلة افضل من الليلة القدر بلا شبهة لان ليلة المولد ليلة ظهوره
وليلة القدر معطاة له وما شرف بظهور الذات المشرف من اجله اشرف مما شرف بسبب
ما اعطاه ولان ليلة القدر شرف بنزول الملكة فيها وليلة المولد شرف بظهوره
وقع التفضل فيها على امة محمد ﷺ ولان ليلة المولود الشريف وقع التفضل فيها على سائر
الموجودات فهو الذي بعثه الله رحمة للعالمين وعمت به نعمته على جميع الخلائق من اهل
السموات والارضين وارضعته ﷺ ثوية عتيقة ابي لهب اعتقد احين بشرته بولادته ﷺ رأى
ابولهب بعد موته في النوم فقليل له ما حالك قال في النار الا انه خفف كل ليلة اثنتين وأمّص من
بين اصبعي هاتين ماء وأشار الى راس اصبعيه وان ذالك باعنا في الثوية عند ما بشرتني بولادة
النبي ﷺ وبارضاعها له قال ان الجوزي فاذا كان هذا بولهب الكافر الذي نزل القرآن بدمه جوزي
في النار بفرحه ليلة مولد النبي ﷺ فما حال المسلم من امته يسترب مولده ويبذل ما اتصل اليه قدرته
في محبته ﷺ لعمري انما كان جزاءه من الله الكريم ان يدخله بفضله له العميم جنات النعيم
ولا يزال اهل الاسلام يختلفون بشهر مولده ﷺ ويعملون الولائم ويتصدقون في ليا ليه بانواع
الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون في المبرات ويعتزون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من
مكانه كل فضل عميم ومما جرب من خواصه ان امان في ذلك العام وبشرى عاجل بتيل البغية
والمرام فرحم الله امرء اتخذ ليا لى شهر مولده المبارك اعبادا ليكون اشد غلبة على من في قلبه

مرض وعناد عدن ولقد اظن ابن الحاج في المدخل في الانكار على من احدثه الناس من البدع والاهواء والغناء بالالات المحرمة عند عمل المولد الشريف فالله تعالى يشبهه على قصيده الجميل ويسلك بناسل السنة فانه حسينا ونعم الوكيل.

(ما ثبت بالسنة، مطبوع لاہور، ص ۵۹، ۶۰)

ترجمہ پھر جب ہم کہیں کہ ولادت مبارکہ شب کو ہوئی تو پھر وہ شب لیلة القدر سے افضل ہے۔ کیونکہ لیلة القدر آپ ﷺ کے ظہور کی رات ہے اور لیلة القدر آپ ﷺ کو ایک عطیہ عطا کردہ ہے کیونکہ ذات پاک افضل ہے عطا سے۔ علاوہ ازیں لیلة القدر میں ملائکہ کا نزول ہوا اور لیلة المیلاد میں حضور نبی پاک ﷺ کا ظہور ہوا اور ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کا ظہور ملائکہ کے نزول سے افضل ہے۔ پھر یہ کہ لیلة القدر سے صرف اُمّتِ مصطفیٰ ﷺ کا فائدہ ہوا اور لیلة المیلاد سے جملہ کائنات بہرہ ور ہوئی۔ جس کا نفع عام ہے وہ خاص نفع والی شے سے افضل ہوتی ہے۔

فائدہ آپ ﷺ کو **ثَوْبِيَّة** نے دودھ پلایا۔ اُسے ابو لہب نے آزاد کر دیا۔ جب اُس نے ابو لہب کو حضور ﷺ کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔ جب ابو لہب مرا تو خواب میں دیکھا گیا تو اس سے حال پوچھا گیا اس نے کہا **شبِ پیر** مجھے پر (عذاب میں) تخفیف ہوتی ہے اور انگلی سے مجھے پانی پینا نصیب ہوتا ہے اس لئے کہ میں نے **ثَوْبِيَّة** کو آزاد کیا جب اُس نے مجھے ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشخبری سنائی۔ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس کافر کی مذمت قرآن میں ہے۔ ولادت کی خوشخبری پر ثوبیہ کو آزاد کرنے پر انعام ملا تو مومن کو کتنا فائدہ نصیب ہوگا جو ولادت کی خوشی کرتا اور مال لٹاتا ہے۔ اس کی جزایہ ہے کہ اسے اللہ ﷻ جنت میں داخل کرے۔ اسی لئے اہل اسلام میلاد کی محفلیں سجاتے ہیں اور اس مہینے میں قسم قسم کے کھانے پکا کر خیرات کرتے ہیں۔ اسی لئے انہیں میلاد کی برکات نصیب ہوتی ہیں اور تجربہ شاہد ہے کہ میلاد سے سال بھر امان ہوتی ہے اور فصلِ عمیم (فصلِ تمام) بھی۔ مبارکباد کا مستحق ہے وہ مومن جو میلاد اور ان راتوں میں عیدوں کی طرح خوشی کرتا ہے تاکہ بغض کرنے والے کا دل جلے۔ ہاں **ابن الحاج** کے مدخل میں انکار دوسری وجہ سے ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس میں گانے باجے بجاتے اور غلط کام کرتے ہیں اور جو نیک فیتی سے میلاد کرتا ہے اسے اللہ ﷻ ثواب عطا کرتا ہے۔

بہر حال شیخ محقق **قدس سرہ** نے بھی لیلۃ المیلاد کو شب قدر سے افضل مانا ہے اور وہی دلائل دیئے ہیں جو اسلاف رحمہم اللہ نے دیئے۔

۴۔ فتاویٰ عبدالحی لکھنوی:

عبدالحی لکھنوی کو مخالفین کے بعض اہل علم حضرات **چودھویں** (۱۳) صدی کا مجدد مانتے ہیں۔ غیر مقلدین اور بعض دیوبندی مجدد نہ سہی، محقق ضرور مانتے ہیں۔ ان کی درس نظامی کی کافی کتب پر حواشی (حاشیے) ہیں اور درجوں عربی تصانیف کے مصنف مشہور ہیں وہ لکھتے ہیں:

نوٹ: سوال و جواب فارسی میں ہیں فقیر اس کا ترجمہ عرض کر رہا ہے۔

ترجمہ:

(سوال)

شب قدر کی فضیلت قرآن مجید میں منصوص (تحقیق کی گئی ہے) ہے لیکن بعض محدثین شب میلاد کو لیلۃ القدر سے افضل مانتے ہیں ہم ان دونوں میں سے کیا سمجھیں؟

(جواب)

فضیلت شب قدر یعنی لیلۃ القدر تمام راتوں پر منصوص اور ثابت ہے اس کے چند وجوہ ہیں۔

(۱) اسی رات میں ملائکہ اور ارواح زمین پر اترتے ہیں۔

(۲) اسی رات میں شام تا صبح تکلی آسمانِ اول پر ہوتی ہے۔

(۳) نزول قرآن مجید اور لوح محفوظ آسمانِ اول میں اسی شب میں ہوا اور احادیث میں بھی اس کی فضیلت ثابت ہوتی

ہے کہ اسی رات کی عبادت کا ثواب **ہزار** (۱۰۰۰) ماہ سے زیادہ ہے۔ اس میں اُمّتِ محمدیہ (ﷺ) کی تسلی کے لئے فرمایا

ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ

”شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر“۔ (پارہ ۳۰، سورۃ القدر، آیت ۳)

نیز احادیث میں اس رات میں عبادت میں مصروف رہنے کی ترغیب وارد ہے وغیرہ وغیرہ۔ محدثین نے جو شب میلاد

کولیلۃ القدر سے افضل بتایا ہے وہ عبادت کے اعتبار سے نہیں کیونکہ ثواب کا بیان توقیفی ہے قیاسی نہیں اور ہمیں اس بارے میں کوئی روایت نہیں ملی کہ شب میلاد میں بھی عبادت کا وہی ثواب ہے جو لیلۃ القدر میں **ہزار** (۱۰۰۰) ماہ سے بہتر۔ ہاں لیلۃ المیلاد کی فضیلت لیلۃ القدر پر اس کی ذاتی ہے جو اسے اللہ ﷻ کی طرف سے عطا ہوئی ہے۔

”العقیدۃ الہمزیہ فی احوال خیر البریہ“ میں ہے **”تباهی بک العصور“** تیری وجہ سے زمانے نازاں ہیں۔ یہ وہ کرم بالائے کرم ہے جو **بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشنده**۔

اس کے بعد مولانا لکھنوی نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”مائت بالسنة“ کا حوالہ لکھا ہے۔ وہ اس سے قبل فقیر حوالہ مع ترجمہ لکھ چکا ہے۔ ہاں علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد خوب ہے، فرمایا زمان و مکان کی فضیلت اس ذات کی وجہ سے جو اس میں ہے پھر اس ذات کی شرافت و بزرگی کے پیش نظر وہ زمان و مکان مکرم و معزز ہوتے ہیں۔ اس قاعدہ پر **شب میلاد لیلۃ القدر سے افضل ہے**۔

انتباہ: اس سے بڑھ کر اور حوالہ جات کیا چاہئیں؟ اہل محبت کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

افضلیت شب میلاد لیلۃ القدر

یہ مسئلہ نہ اعتقادی ہے، نہ اس پر کوئی حکم مرتب ہوتا ہے۔ باب فضائل میں سے ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کے فضائل کے قائل ہیں اُن کے لئے یہ مسئلہ کوئی دشوار نہیں، منکر اگر بغض و عداوت کی بیماری میں مبتلا ہے تو اُس کا کوئی علاج نہیں۔ اگر تحقیق متلاشی ہے تو اُس کے لئے محدثین کرام کا بیان کافی ہے۔ علماء کرام کی آراء اُس کے لئے دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے منکر کو کافر یا فاسق بھی نہیں کہہ سکتے۔ ہاں اگر بغض و عداوت کا مظاہرہ کرتا ہے تو جو حکم مبغض کا ہے وہی اس کے لئے۔

باقی رہا کہ لیلۃ القدر کی فضیلت قرآنی نص ہے تو اس کا جواب مولانا عبدالحق لکھنوی مرحوم نے سمجھا دیا ہے کہ لیلۃ القدر کی فضیلت عبادت کے ثواب کے متعلق ہے اور وہ حق ہے۔ ہم لیلۃ المیلاد کی عبادت لیلۃ القدر کی طرح نہیں کہتے بلکہ لیلۃ المیلاد ذاتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی نسبت کی برکت ہے اور رسول اکرم ﷺ کی نسبت کے برکات کا مقابلہ لیلۃ القدر سے نہیں ہو سکتا۔

جیسا کہ اہل علم کے سامنے **اظہر من الشمس** ہے۔ چند نمونے فقیر لیلۃ المیلاد کی برکات کے عرض کرتا ہے۔

تبصرہ اویسی **غفرلہ:** شبِ میلادِ بکثرت معجزات کا ظہور ہوا۔ ان کے مقابلے میں ہزاروں لیلۃُ القدر کی برکات کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ چند معجزات ملاحظہ ہوں۔

معجزات

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بطن حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا میں جب رسول اکرم (ﷺ) تشریف لائے تو زمانہ حمل میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو آپ (ﷺ) کی برکت سے وہ عجیب و غریب اور نادر و نایاب واقعات پیش آئے جو سیرت کی کتابوں اور احادیث میں مذکور ہیں۔ ان بحورِ خار میں سے ہم صرف وہی امور جو حقیقی حالات کی وضاحت کرتے ہیں اور وہ احادیث لکھیں گے جو صحیح کتب کی احادیث میں مشہور و معروف اسناد کے ساتھ مرقوم ہیں۔ اللہ (ﷻ) اس کام کی تکمیل کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

قحط سالی ختم ہو گئی:

روایت ہے کہ حمل مبارک (ﷺ) سے پہلے قریش سخت قحط اور تنگیِ ترشی کے عالم میں مبتلا تھے لیکن بطنِ آمنہ رضی اللہ عنہا میں رسول اکرم (ﷺ) کی تشریف آرزائی کے ساتھ ہی سرزمینِ مکہ سرسبز اور درخت بار آور ہو گئے اور قریش کو ہر سمت سے آمدنی ہونے لگی۔ اسی لئے قریش نے اس سال **۵۵ھ** کا نام جس میں رسول اکرم (ﷺ) بطنِ مادر میں تشریف لائے تھے ”سالِ فراخی و مسرت“ رکھا۔

پیٹ نہ پھولا:

ابنِ الحلق کا بیان ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں ”جب محبوبِ ربِّ العالمین (ﷺ) میرے پیٹ میں آئے تو ایک دن میں نیند و بیداری کی درمیانی حالت میں تھی کہ ایک غیبی آواز آئی اے آمنہ رضی اللہ عنہا! تمہارے پیٹ میں امن کا سردار ہے اور مجھے مطلق علم نہ تھا کہ میں حاملہ ہوں کیونکہ مجھے کسی قسم کی گرانی نہ تھی اور میری وہ حالت نہ تھی جو دوسری خواتین کی ہوتی ہے البتہ ایامِ بندہ ہو جانے پر تعجب تھا۔

پیٹ میں نور:

ایک حدیث میں مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اکرم (ﷺ) نے فرمایا: دوسری خواتین کی بہ نسبت میری والدہ ماجدہ کے پیٹ کے اندر میں بھاری محسوس ہوا تو انہوں نے اپنی سہیلیوں وغیرہ سے اس کی شکایت کی۔ پھر اسی شب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اس پیٹ میں جو ہیں وہ نور ہیں (آخر حدیث تک)۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ آپ (ﷺ) کی والدہ ماجدہ کو زمانہ حمل میں ثقل محسوس ہوا، اس حدیث کے سوائے باقی تمام دیگر احادیث میں ہے کہ آپ (ﷺ) کی والدہ ماجدہ کو زمانہ حمل میں کوئی ثقل اور بوجھ محسوس نہیں ہوا۔

حافظ ابو نعیم نے مذکورہ بالا احادیث میں یوں مطابقت دی ہے کہ ابتدائی دنوں میں تو آپ کو ثقل محسوس ہوا لیکن حمل کے زیادہ سے زیادہ مہینوں میں آپ کو کوئی ثقل اور بوجھ معلوم نہیں ہوا اور یہ دونوں حالتیں عام عادت کے بالکل خلاف وقوع پذیر ہوئیں۔

ابو ذکریا یحییٰ بن عائد کا بیان ہے کہ رسالت مآب (ﷺ) اپنی والدہ کے پیٹ میں پورے نو ماہ رہے۔ اس زمانے میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پیٹ میں درد، مروڑ اور ریاح وغیرہ کی کوئی شکایت نہیں ہوئی اور دوسری حاملہ خواتین کی مانند آپ کو کوئی عارضہ نہیں ہوا۔ آپ فرمایا کرتی تھیں ”بھدائیں نے کسی کو بھی اپنے سے زیادہ ہلکے حمل میں نہیں دیکھا اور یہ حمل بڑا ہی برکت والا ہے۔“

ابو نعیم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے لکھا ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں ”جب حمل کو چھ ماہ ہو چکے تو کسی آنے والے نے خواب میں آکر مجھ سے کہا اے آمنہ رضی اللہ عنہا تمہارے پیٹ میں دو عالم کے بہترین سردار ہیں۔ وضع حمل پر آپ کا اسم گرامی محمد (ﷺ) رکھنا! اور اپنا حال پوشیدہ رکھنا۔ اس کے بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا

نے فرمایا، دوسری خواتین کی مانند میرے وضع حمل کا زمانہ بھی قریب آگیا۔ پھر آپ (رضی اللہ عنہا) نے جو عجیب و غریب ائمہ ردیکھے تھے، وہ بیان کئے۔ مثلاً پرند دیکھے جن کی چونچ زمرد کی اور بازو یا قوت کے تھے اور کچھ مرد وزن ہوا میں اس طرح پرواز کرتے دیکھے جن کے ہاتھوں میں چاندی کے لوٹے تھے، نیز اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے پردے اٹھادیے اور میں نے مشرق و مغرب کی زمینیں دیکھیں۔ اس کے علاوہ تین پرچم اس طرح دیکھے کہ ان میں سے ایک

مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا خانہ کعبہ کی چھت میں نصب تھا۔

پھر مجھے دروازہ ہوا اور رسول اکرم (ﷺ) کی ولادت اس طرح ہوئی کہ آپ (ﷺ) سجدہ میں تھے اور جیسے کوئی عاجزی گریہ وزاری کرتا ہے ویسے ہی آپ (ﷺ) کی حالت تھی اور آپ (ﷺ) انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے۔ اس کے بعد میں نے ایک سفید اُبردیکھا کہ جس نے آسمان سے آکر آپ (ﷺ) کو ڈھانپ لیا اور پھر آپ میرے پاس سے غائب ہو گئے۔ اسی دوران میں نے ایک آواز سنی، منادی یہ باغِ دہل کہہ رہا تھا۔ آپ (ﷺ) کو سر زمین مشرق و مغرب کی سیر کراؤ اور سمندروں میں لے جاؤ تاکہ وہ آپ (ﷺ) کے متبرک نام سے متعارف ہو جائیں۔ آپ (ﷺ) کی نعت و صفات اور صورت سے واقف ہو جائیں اور اچھی طرح سمجھ لیں کہ آپ (ﷺ) کا متبرک نام ”**ماحی**“ ظلم و شرک وغیرہ کو مٹانے والا ہے۔ اب کسی قسم کی بُت پرستی کا وجود باقی نہ رہے گا اور آپ (ﷺ) کے عہد میں شرک و بت پرستی مٹو ہو جائے گی۔ اس اعلان کے بعد ہی وہ چھایا ہوا بادل آپ (ﷺ) پر سے چھٹ گیا۔

بوقتِ ظہور نور:

محمد بن سعد نے جماعت محدثین حضرت عطاء و عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کے ذریعہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کی کہ یہاں لکھا ہے کہ رسالت مآب (ﷺ) کی ولادت کے وقت آپ (ﷺ) کے ساتھ ایسا نور نکلا جس سے مشرق و مغرب کی ہر چیز روشن دکھائی دی۔ اور آپ (ﷺ) کی ولادت اس طرح ہوئی کہ آپ (ﷺ) اپنے ہاتھوں کے سہارے زمین پر آئے۔ پھر آپ (ﷺ) نے اپنی مٹھیاں زمین سے اٹھائیں اور سر مبارک آسمان کی جانب بلند فرمایا۔ طہرانی کی تحریر ہے کہ رسالت مآب (ﷺ) جب پیدا ہوئے تو آپ (ﷺ) کی مٹھیاں بند نہ تھیں البتہ انگشت شہادت اس طرح اٹھائے ہوئے تھے گویا **سبحان اللہ** پڑھ رہے ہوں۔

عجائباتِ ولادت :

رسول اکرم (ﷺ) کی ولادت باسعادت کے عجائبات کے منجملہ امام بیہقی و ابو نعیم نے یہ روایت تحریر کی ہے وہ یہودی جو

بحیثیت تاجر مکہ معظمہ میں مقیم تھا اس نے اس رات جس میں رسالت مآب (ﷺ) اس دنیا میں تشریف فرما ہونے والے تھے کہا کہ اے گروہ یہود! احمد مجتبیٰ (ﷺ) کا ستارہ طلوع ہوا ہے اور آج کی شب وہ تولد ہوں گے۔

کرشمہ ولادت:

رسالت مآب (ﷺ) کی ولادت کے وقت شاہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور اس کے محل کے چودہ کنگرے گر گئے۔ بحیرہ طبریہ خشک ہو گیا۔ فارس میں آتش پرستوں کی وہ آگ جو عرصہ سے مسلسل جاری تھی آپ (ﷺ) کی ولادت کے ساتھ ہی ٹھنڈی ہو گئی۔ یہ روایت اکثر لوگوں نے لکھی ہے۔

ایوان کسریٰ کے چودہ (۱۴) کنگرے گرنے میں اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ فارس کے صرف چودہ (۱۴) بادشاہ ہوں گے۔ چنانچہ چار سال کی مدت میں دس بادشاہ ہوئے اور بقیہ چار نے حضرت عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کی خلافت تک بادشاہت کی۔ (مواہب لدنیہ)

علاوہ ازیں، آپ (ﷺ) کی ولادت باسعادت کے سبب آسمانی خبروں کی حفاظت کے لئے شہاب ثاقب مقرر کئے گئے اور شیطان کی کمین گاہیں مسدود کر دی گئیں۔ نیز شیطانوں کی چوری چھپے آسمانی باتیں سننے کی اللہ (ﷻ) نے ممانعت فرمادی۔

مختون و نافع بریدہ:

ابو ہریرہ و ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اکرم (ﷺ) مختون اور نافع بریدہ پیدا ہوئے۔ (اوسط از طبرانی)

علاوہ ازیں ابو نعیم، خطیب اور ابن عساکر نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت انس (رضی اللہ عنہ) کی زبانی رسالت مآب (ﷺ) کا یہ ارشاد تحریر کیا ہے کہ میرے رب کی جانب سے میری بزرگی و کرامت یہ ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور کسی نے میری شرم گاہ نہیں دیکھی۔

اسے مختار نے بھی صحیح لکھا ہے۔

حاکم نے اپنی مستدرک میں تحریر کیا ہے کہ متواتر احادیث سے یہ ثابت ہے کہ رسول اکرم (ﷺ) مختون

پیدا ہوئے۔ متواتر احادیث سے حاکم کی مراد یہ ہے کہ سیرت کی کتابوں میں یہ واقعہ بکثرت درج ہے۔ اور یہی مشہور بھی ہے اور متواتر احادیث سے ان کا مقصد آئمہ محدثین کی اصطلاح ”**طریقہ اسناد**“ نہیں ہے۔ اس روایت کی خصوصیت کو بعض محدثین نے ضعیف بھی لکھا ہے جس کی صراحت کرتے ہوئے ابن قیم نے تحریر کیا ہے کہ ختنہ شدہ ہونا صرف رسول اکرم (ﷺ) کے ساتھ مخصوص نہیں ہے کیونکہ اکثر لوگ ختنہ شدہ پیدا ہوئے ہیں۔ معجزہ ناف بریدہ پر منکرین حدیث اور دیگر محدثوں نے اعتراضات اٹھائے۔ فقیر نے ان کے جوابات عقلیہ و نقلیہ لکھے اور وہ رسالہ ”معجزہ ناف بریدہ کی تحقیق“ کے نام سے شائع ہو چکا ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔

نورا زلی کا ظہور :

شب میلاد اس نور کا ظہور ہوا جس کے طفیل کائنات و جملہ برکات (انجی میں برکات لیلۃ القدر بھی ہیں) جملہ عوالم کو نصیب ہوئیں۔ چنانچہ احادیث میں ہے کہ ”جب اللہ ﷻ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو اپنے حبیب پاک ﷺ کے نور کو ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا۔ اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان اور چاند اندھیری رات میں۔ اور ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور انوار پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے جب وہ حضرت حواء علیہا السلام سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک و پاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے۔ یہاں تک کہ نور حضرت حواء علیہا السلام کے رحم پاک میں منتقل ہو گیا اس وقت وہ انوار جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھے حضرت حواء علیہا السلام کی پیشانی میں نمودار ہوئے۔ ایام حمل میں حضرت آدم علیہ السلام نے پیاسِ ادب کی تعظیم حضرت حواء علیہا السلام سے مقاربت ترک کر دی۔ یہاں تک کہ حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہو گیا۔ یہ حضور ﷺ کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکا اور لڑکی) پیدا ہوتا رہا۔ اس طرح یہ نور پاک، پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضور ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ ﷺ تک پہنچا اور ان سے بناء بر قول اصح ایام تشریق میں جمعہ کی رات کو آپ (ﷺ) کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔

نور النبی (ﷺ) کا کمال:

اسی نور کے پاک و صاف رکھنے کیلئے اللہ (ﷻ) نے حضرت محمد (ﷺ) کے تمام آباؤ اجداد کو شرک و کفر کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اسی نور کے ذریعہ سے حضرت محمد (ﷺ) کے تمام آباؤ اجداد نہایت حسین و مرغِ خلّاق تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کے مجبور بنے اور اسی نور کے وسیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود گلزار ہو گئی اور اسی نور کے طفیل سے حضرات انبیائے سابقین علیہم السلام اسلوات و التسلیمات پر اللہ (ﷻ) کی عنایات بے بہا ہوئیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

خراج عقیدت

حضرت امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے قصیدہ نعمانیہ میں فرمایا:

انت الذی لولاک ما خلق امرء

کلا ولا خلق الوری لولا کا

انت الذی من نورک للبدر السنا

والشمس مشرقہ بنور بہا کا

انت الذی لما توسل اد

من زلۃ بک فاز وهو ابا کا

وبک الخلیل دعا فعاتد نارہ

برداوقد خمدت بنور سنا کا

و دعاك ايوب لضر مسه

فازيل عنه الضر حين دعاك

وبك المسيح اتى بشيرا مخبرا

بصفات حسنك ما حال علاكا

كذلك موسى كم يزل معوسلا

بك في القيمة محتما بحماك

والانبياء وكل خلق في الوري

والرسل والا ملاك تحت لواكا

ترجمہ:

آپ (ﷺ) کی ذات وہ مقدس ذات ہے کہ اگر آپ (ﷺ) نہ ہوتے تو ہرگز کوئی آدمی پیدا نہ ہوتا اور نہ کوئی مخلوق پیدا ہوتی۔ آپ (ﷺ) وہ ہیں کہ آپ (ﷺ) کے نور سے چاند کی روشنی ہے اور سورج آپ (ﷺ) ہی کے نور زیبا سے چمک رہا ہے۔ آپ (ﷺ) وہ ہیں کہ جب آدم (ﷺ) نے لغزش کے سبب سے آپ (ﷺ) کا وسیلہ پکڑا تو وہ کامیاب ہو گئے۔ حالانکہ وہ آپ (ﷺ) کے باپ ہیں۔ آپ (ﷺ) ہی کے وسیلہ سے خلیل (ﷺ) نے دعا مانگی تو آپ (ﷺ) کے روشن نور سے آگ ان پر ٹھنڈی ہو گئی اور بجھ گئی اور ایوب (ﷺ) نے اپنی مصیبت میں آپ (ﷺ) ہی کو پکارا تو اس پکار نے پر ان کی مصیبت دور ہو گئی اور مسیح (ﷺ) آپ (ﷺ) ہی کی بشارت اور آپ (ﷺ) اور آپ (ﷺ) کی صفات حسنه کی خبر دیتے اور آپ (ﷺ) کی مدح کرتے ہوئے آئے۔ اسی طرح موسیٰ (ﷺ) آپ (ﷺ) کا وسیلہ پکڑنے والے، قیامت میں آپ (ﷺ) کے سبزہ زار میں پناہ لینے والے رہے اور انبیاء اور مخلوقات میں سے ہر مخلوق اور پیغمبر اور فرشتے آپ (ﷺ) کے جھنڈے تلے ہوں گے۔



عارف جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی ترجمانی فرمائی:

وصلی اللہ علی نور کزوشد نورھا پیدا
 زمین از حب اوساکن فلک در عشق اوشیدا
 محمد، احمد، محمود وے را خالقش بستود
 کزوشد بودھر موجود زوشد دیدھا بینا
 اگر نام محمدا نیاوردے شفیع آدم
 نہ آدم یافتے توبہ، نہ نوح از غرق نجینا
 نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف حشمت و جاہت
 نہ عیسیٰ آن مسیحا دم نہ موسیٰ آن ید بیضا

ترجمہ: اللہ ﷻ اس نور پر صلوة بھیجے جس سے تمام نور پیدا ہوئے۔ اس کی محبت میں زمین ساکن اور فلک اس کے عشق میں شیدا ہے۔
 اس کے خالق نے اے محمد، احمد، محمود سے تعریف فرمائی ہے اس کی وجہ سے ہر وجود موجود ہوا اور ہر دیکھنے والے کو
 پرنائی نصیب ہوئی۔

اگر محمد (ﷺ) کو آدم (ﷺ) شفیع نہ بناتے تو نہ آدم (ﷺ) کو توبہ نصیب ہوتی نہ نوح (ﷺ) کشتی میں نجات پاتے۔
 نہ ایوب (ﷺ) بلا سے راحت پاتے، نہ یوسف (ﷺ) کو حشمت اور جاہ و جلال نصیب ہو۔ نہ عیسیٰ (ﷺ) کو مسیحائی ملتی،
 نہ موسیٰ (ﷺ) پر بیضا سے نوازے جاتے۔

یہی عارف جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف یوسف وزلیخا میں لکھتے ہیں۔

چو آدم در راہ ہستی قدم زد
 زمہر آئی صبح آراش دم زد
 جودش گر نگشتے راہ مفتوح
 بجودے کے رسیدے کشتی نوح



خلیل ازوے نسیمے یافت کاآتش

بروشد چوں گلستان خرم و خوش

مسیح از مقدم او مژدہ گوئی

کلیم از مشعل از شعلہ جوی

بمصر جاهش از کنعان رسید

غلامی بود یوسف زر خرید

دراں وادی کہ صالح ناقہ کش بود

ببیاد محملش فرحان و خوش لود

ترجمہ: (۱) جب آدم علیہ السلام نے عالم ہستی میں قدم رکھا تو حضور ﷺ کی محبت کا دم بھرا۔

(۲) اگر حضور ﷺ کے بھو دوسخا کا دروازہ نہ کھلتا تو جو دی پہاڑ پر نوح علیہ السلام کی کشتی نہ پہنچتی۔

(۳) ابراہیم علیہ السلام نے بھی آپ کی تسیم کی خوش بو پائی تو ان پر ناز گزار ہوئی۔

(۴) موسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے نوری شعلہ سے مشعل کی تلاش میں تھے۔ وہ بھی آپ کی آمد کا مژدہ سناتے رہے۔

(۵) یوسف علیہ السلام اگر چہ زر خرید غلام تھے لیکن آپ ﷺ کی وجہ سے وہ کنعان سے نکل کر مصر میں بادشاہ بنے۔

(۶) صالح علیہ السلام وادی میں ناقہ کش تھے تو آپ ﷺ کی خوشی سے فرحان و شاداں تھے۔

فائدہ: حضرت علامہ صفوری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا کہ

روایت ہے کہ آپ ﷺ جب شبِ معراجِ سدرہ سے آگے تشریف فرما ہوئے تو بارگاہِ ایزدی سے ندا آئی۔ اس میں

راز جو تھے سو تھے۔ پھر سرکارِ دو عالم ﷺ نے حضرت آدم علیہ السلام کی مدح بیان فرمائی کہ یا اللہ ﷻ تو نے ان کو خشت

میں بسایا اور فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ اللہ ﷻ کی بارگاہ سے ندا آئی:

یا محمد لو لاناہ شوق علیہ نور سرک الذی تقادم ماقلنا للمنکة اسجد ولآدم



ترجمہ: ہم نے تیرے (ﷺ) ہی نور کو دیکھتے ہوئے تعظیم و تکریم کا حکم فرمایا، ابلیس بھی تیرے (ﷺ) نور پاک کی بے ادبی سے ملعون ہوا۔ محبوب (ﷺ) سب تیرے لئے تھا۔

پھر آپ (ﷺ) نے حضرت ادریس (ؑ) کے مناقب بیان فرمائے یا اللہ (ﷻ) ان کو تو نے آسمان پر بلا لیا ہے۔ اللہ (ﷻ) کی بارگاہ سے ندا آئی:

انما رفع ادریس الى السماء ينظر اليك ويسير في هذه الليلة بين يديك.

ترجمہ: محبوب (ﷺ) ادریس (ؑ) کو تیرے ہی انوار دکھانے کی خاطر آسمان پر بلایا گیا ہے۔ وہ تو تیرا خادم بن کر آج کی رات ترے آگے چلے گا۔ محبوب (ﷺ) سب کچھ تیرے لئے ہی کیا تھا۔

پھر آپ (ﷺ) نے حضرت نوح (ؑ) کے فضائل بیان فرمائے۔ یا اللہ (ﷻ) تو نے ان کو طوفان سے نجات دی۔ اللہ (ﷻ) کی بارگاہ سے ندا آئی:

لولا انه اقسام علينا بجمالک مانجاو من معه من الممالک .

ترجمہ: محبوب (ﷺ) نوح (ؑ) نے تیرے نور و جمال پاک کی قسم دی، پھر میں نے تیرے نور کے سبب سے اس کو نجات دیدی۔ محبوب (ﷺ) سب کچھ تیرے لئے ہی کیا تھا۔

پھر آپ (ﷺ) نے حضرت ابراہیم (ؑ) کے مناقب بیان فرمائے۔ یا اللہ (ﷻ) تو نے ان کو نائرود سے نجات دی اور ان کی قربانی منظور فرمائی۔ اللہ (ﷻ) کی بارگاہ سے ندا آئی:

لولا انه اشرق عليه نور وجهک الکریم مانجا من نار النمرود ولا فدی انبه بذبح عظیم .

(نزمۃ المجالس)

ترجمہ: اگر آپ (ﷺ) کا نور ان کے ہاں نہ ہوتا تو وہ نائرود سے نجات نہ پاتے اور نہ ہی اس کے بیٹے کے لئے ذبح عظیم فدیہ ہوتا۔

رونقیں ہی رونقیں :

امام حلبی و امام سیوطی رحمہما اللہ نے لکھا کہ:

وكانت تلك السنة التي حمل فيها برسول الله ﷺ يقال لها سنة الفتح والا بتهاج فان قریش كانت قبل ذلك في جذب وضيق عظيم

، فاحضرت الارض ، وحملت الأشجار وأتاهم الرغد من كل جانب في تلك السنة .

”جس سال نور محمدی (ﷺ) حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو ودیعت ہوا وہ فتح و نصرت ، تروتازگی اور خوشحالی کا سال کہلایا، اہل

قریش اس سے قبل معاشی بد حالی، عسرت اور قحط سالی میں مبتلا تھے۔ ولادت کی برکت سے اس سال اللہ ﷻ نے بے آب و گیاہ زمین کو شادابی اور ہریالی عطا فرمائی اور سوکھے درختوں کی پودمرہ شاخوں کو ہرا بھرا کر کے انہیں پھلوں سے لاد دیا۔ اہل قریش اس طرح ہر طرف سے کثیر خیر آنے سے خوشحال ہو گئے۔“

(السيرة الحلیہ: ۷۸۔ الخصائص الکبریٰ: ۱: ۴۷)

عطائے اولاد نرینہ :

ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ ﷻ نے اپنے محبوب کے سال ولادت میں اتنا فضل و کرم اور بے پایاں بخشش فرمائی کہ اس سال دنیا کی ہر خاتون کے ہاں اولاد نرینہ ہوئی۔ (سبحان اللہ) چنانچہ علامہ نبھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

عن عمر بن قتيبة قال سمعت أبي وكان من أوعية العلم قال لما حضرت ولادة آمنه قال الله تعالى للملائكة افتحوا أبواب السماء كلها وأبواب الجنان وألبست الشمس يومئذ نوراً عظيماً وكان قد أذن الله تعالى تلك السنة لنساء الدنيا أن يحملن ذكوراً كرامة لمحمد ﷺ.

عمر بن قتیبہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا جو بحر عالم تھے کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ولادت باسعادت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو۔ اس روز

سورج کو عظیم نور پہنایا گیا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی عورتوں کے لئے یہ مقدّر کر دیا کہ وہ حضور (ﷺ) کی برکت سے لڑکے جنیں۔ (۱۔ انوار محمدیہ ﷺ النہائی: ۲۲، السیرۃ الخلیفہ: ۷۸/۱)

شب میلاد نورا زلی کی آمد :

پورا سال ولادتِ مصطفوی (ﷺ) کی خوشی میں اللہ ﷻ نے اپنی رحمتوں کے نزول کے ذریعے جشن منایا، لیکن جب ظہورِ قدسی کی وہ سعید گھڑیاں قریب آئیں جن کا صدیوں سے انتظار کیا جا رہا تھا اور گردشِ ماہ و سال کا وہ لمحہ جس کے دامن میں خداوندِ قدس نے ساری ازلی وابدی سعادتیں سمیٹ کر اسے رشکِ کون و مکان بنانا تھا اور گلشنِ ہستی کو بہارِ جاوداں سے نوازنے کے لئے اور منصبِ عالم کو اپنی نورانی ضیا پاشیوں سے مزین و متور کرنے کے لئے اللہ ﷻ کی حسین کائنات کا بہترین شاہکار جلوہ گر ہونے والا تھا تو خود خالقِ موجودات ﷻ نے اس خلاصہ کائنات کی آمد پر ایسی خوشی، مسرت اور محبت کا اظہار فرمایا کہ کوئی عالم امکان میں اس طرح کا جشن نہیں منا سکے گا۔ اور واقعی محبتِ حقیقی نے اپنے محبوب (ﷺ) کے استقبال پر دنیاۓ محبت میں اپنی محبت کے شایانِ شان وہ نمونہ دکھایا کہ کوئی محبت اپنے محبوب کو اس طرح خوش آمدید کہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بالکل مناسب ہوگا کہ اللہ ﷻ نے اپنے محبوب کی دنیا میں آمد پر گل کائناتِ پست و بالا کی ہر چیز کو اس موقع پر مزین کر کے استقبال فرمایا۔ مشرق سے مغرب تک اللہ ﷻ نے اتنا چراغاں کیا کہ کائنات کی ہر چیز چمک اٹھی اور نور نبوی (ﷺ) نے اسے اپنے جلو میں لے لیا۔ چنانچہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا جن کی آغوشِ سعید کو اللہ ﷻ نے اس نورِ پاکِ نبوی (ﷺ) کی پہلی جلوہ گاہ بنایا اور اس نورِ نبوت کو جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ ﷺ تک لاکھوں سعادت مند صلہوں اور پاک طینتِ رحموں سے ہوتا ہوا آخری بار جن کے صدفِ رحم میں متمکن ہوا اور جنہیں نبی آخر الزمان، ہادی انس و جاں، شہنشاہِ ہر دو جہاں (ﷺ) کی والدہ ماجدہ ہونے کا عظیم النظم شرف حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے اس عظیم جگر گوشہ کی پیدائش کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

فلما فصل منی خرج معہ نور اضاء لہ بین المشرق الى المغرب.

”جب سرور کائنات (ﷺ) کا ظہور ہوا تو ساتھ ہی ایسا نور نکلا جس سے مشرق تا مغرب سب آفاق روشن ہو گئے۔“ (۱۔ طبقات ابن سعد: ۱۰۲/۱) (سیرۃ الحلیہ: ۹۱/۱)

فائدہ: ایک روایت یوں مروی ہے:

انه خرج مني نور اضائي به قصور من ارض الشام وفي رواية: اضاء له قصور الشام واسواقها حتى رأيت اعناق الابل ببصري“.

”بے شک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی ضیا پاشیوں سے سرزمینِ شام میں بصرہ کے محلات میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہو گئے۔ اسی قسم کی ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اس نور سے ملکِ شام کے محلات اور وہاں کے بازار اس قدر واضح نظر آنے لگے کہ میں نے بصرہ میں چلنے والے اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا۔“

(سیرۃ ابن ہشام، ۱۱۱، طبقات ابن سعد، ۹۱/۱)

اسی نور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ (ﷺ) کے محترم چچا حضرت سیدنا عباس (رضی اللہ عنہ) اپنے ایک نعتیہ قصیدہ میں جو انہوں نے آنحضور (ﷺ) سے اجازت لے کر غزوہٴ تبوک سے لوٹتے ہوئے سنایا، فرماتے ہیں:

وانت لما ولدت اشرق الارض وضاءت بنورك الافق

فمنحنا ذالك الضياء في النور سبل الرشاد تخرق

”جب آپ (ﷺ) پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے۔ پس ہم اسی نور و ضیا میں رشد و ہدایت کی راہوں کی طرف گامزن ہیں۔“ (سیرۃ الحلیہ: ۹۲)

شب میلاد نور ہی نور:

(۱)..... حضرت آمنہ (رضی اللہ عنہا) نے ملکِ شام اور دیگر عجائباتِ عالم میں ملا حظہ فرمائے نہ کہ خواب میں۔ مثلاً

وهذا ظاهر في أنها رأت ذلك النور بقطة“ (سیرۃ الحلیہ: ۹۲)

(۲)..... ایک دفعہ حضور (ﷺ) کے گرد صحابہ (رضوان اللہ علیہم) اس طرح جھرمٹ بنائے بیٹھے تھے جیسے چاند کے گرد نور کا ہالہ ہوتا

ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) اپنی ولادت کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے۔ تو آپ (ﷺ) نے جواب

میں فرمایا:

انادعوة ابی ابراهیم وبشری عیسیٰ ابن مریم ورأت امی أنه خرج منها نور
أضاءت له قصور الشام. (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین)

میں اپنے باپ ابراہیم ؑ کی دعا اور عیسیٰ ابن مریم ؑ کی بشارت ہوں، میری والدہ ماجدہ نے میری پیدائش کے وقت دیکھا کہ ان سے ایک ایسا نور نکلا جس سے محلات شام روشن ہو گئے۔

۳) جب نور محمدی ؐ بطور امانت حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک میں منتقل ہوا وہ رات جمعہ المبارک کی رات تھی۔ اس رات اللہ ﷻ نے رضوانِ جنت کو جنت کے سارے دروازے کھول دینے کا حکم دیا اور ایک منادی کو یہ ندا دینے پر مامور فرمایا کہ وہ سعید ساعت قریب آگئی ہے جس میں بشر و نذیر ہادی کائنات اور نبی آخر الزماں ؐ کا ظہور ہونے والا ہے۔ اس کے بعد عالم ملکوت و جبروت میں یہ ندا کی گئی کہ مقاماتِ مقدسہ و مشرفہ کو معطر اور نہایت خوشبودار بناؤ اور مقررین ملائکہ جو اہل صدق و صفا ہیں وہ مقاماتِ مقدسہ میں عبادت کے مصطفیٰ بچھائیں۔ اس لیے کہ آج وہ نور جو حضرت آدم ؑ سے لے کر حضرت عبداللہ ؑ تک اصلا ب طاہرہ میں مستور و مخفی چلا آتا تھا۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مبارک بطن میں منتقل ہوا ہے۔ حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ انتقالِ نور کی اس رات کوئی ایسی جگہ اور مکان نہ تھا جو نور سے منور نہ ہوا ہو۔ اور قریش کے تمام چوپائے گویا ہو گئے تھے اور آپس میں اس ظہورِ قدسی کے متعلق باتیں کرتے تھے اور بشارتیں دیتے تھے۔

(زرقاتی علی المواہب ص ۱۰۵-۱۰۸)

کعبہ ٹھٹھکا اور مشورہ ہو گیا اور ستارے زمین پر

حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقیفہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

لما حضرت ولادة رسول الله ﷺ رأيت البيت حين وقع قد امتلأ نوراً ورأيت النجوم تدنو حتى ظننت انها مستقعة علي. (سيرة الحلبية ص ۹۴)

جب آنحضرت (ﷺ) کی ولادت ہوئی تو میں خانہ کعبہ کے پاس تھی، میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہو گیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔

پرچم لہرائے گئے:

یہی فاطمہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

فكشفت الله عن بصرى فرأيت مشارق الارض ومغاربها ورأيت ثلاثة اعلام مضروبات علما
بالمشرق وعلما على بالمغرب وعلما ظهر الكعبة. (انوار محمدیہ، ص ۳۳۔ سیرۃ الحلیہ، ص ۱۰۹)

ترجمہ: پھر اللہ ﷻ نے میری آنکھوں سے حجاب اٹھا دیے تو مشرق تا مغرب تمام روئے زمین میرے سامنے کر دی گئی جس کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ نیز میں نے تین جھنڈے بھی دیکھے، ایک مشرق میں گاڑا گیا تھا، دوسرا مغرب میں اور تیسرا پرچم کعبۃ اللہ کی چھت پر لہرا رہا تھا۔ (انوار محمدیہ، ص ۳۳۔ سیرۃ الحلیہ، ص ۱۰۹)

مشروب پلایا گیا:

اللہ ﷻ نے اپنے محبوب (ﷺ) کی ولادت کی خوشی میں یہاں تک اپنے اکرم و انعام فرمائے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا دیگر تفصیلات کے ساتھ یہ بھی صراحت سے بیان فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت مجھے ایک ایسا مشروب دیا گیا جسے پی کر میں نے بے انتہا فرحت محسوس کی۔ وہ شربت شہد سے بھی میٹھا اور فرحت بخش تھا۔

حوران بہشت کا استقبال:

ظہور قدسی (ﷺ) کے وقت حوروں نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی قیادت میں آپ (ﷺ) کا استقبال کیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث میں مندرجہ بالا عجائبات کا یوں تذکرہ ملتا ہے:

قالت ثم أخذني ماياخذ النساء فسمعت وجيه عظيمه ثم رأيت كان جناح ظائر ابيض قد مسح
على فوادى فذهب عني الرعب وكل وجع ثم التفت فاذا أنا بشربة بيضاء فتناولتها فاذا هي احلى
من العسل فاصابني نور عال ثم رأيت نسوة كالنخل طوالا كانهن من بنات عبد مناف يحدقن بي

فبینما أنا تعجب وأقول واغوثاه من این علمن بی فقلن بی نحن آسیة امرأة فرعون ومريم ابنة عمران وهؤلاء من الحورالعین. (انوار محمدیہ لیوسف بن اسماعیل النعمانی: ص ۲۳)

آپ فرماتی ہیں مجھے عورتوں کی طرح جب دروزہ شروع ہوا تو میں نے ایک بلند آواز سنی۔ جس نے مجھ پر خوف طاری کر دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے کا پر میرے دل کو مس رہا ہے جس سے میرا تمام خوف اور درد جاتا رہا۔ پھر میں متوجہ ہوئی تو میں نے اچانک اپنے سامنے ایک سفید شربت پایا جسے میں نے پی لیا وہ شہد سے بھی میٹھا تھا۔ پھر ایک بلند نور کے ہالے نے گھیر لیا۔ میں نے دیکھا کہ حسین و جمیل عورتیں جو قد کاٹھ اور چہرے مہرے میں عہد مناف کی بیٹیوں سے مشابہہ تھیں، انہوں نے مجھے اپنے حصار میں لے لیا۔ میں حیران ہوئی کہ وہ کہاں سے آگئیں اور انہیں اس (ولادت) کی خبر کس نے دی۔ تو انہوں نے کہا ہم آسیہ زوجہ فرعون اور مریم بنت عمران ہیں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی

حوریں ہیں۔

شب میلاد نوری مخلوق کی آمد

ولادت مصطفوی (ﷺ) کے وقت نہ صرف جنت کی حوریں اور فرشتے آپ (ﷺ) کے استقبال اور خوشیاں منانے آپ (ﷺ) کے جائے ولادت پر آئے بلکہ اللہ (ﷻ) کی دوسری مخلوق حیوانات، چرند اور پرند بھی حکم ربی سے رحمۃ اللعالمین (ﷺ) کے استقبال کے لئے آئے اور یہ سب کیوں نہ خوشی مناتے کہ آج تو وہ ہستی بزم کائنات کو سعادتوں سے نواز رہی تھی جسے خود اللہ (ﷻ) نے رحمۃ اللعالمین کہا اور چونکہ عالمین میں کائنات، ہست و بود کی ہر ذی روح اور غیر ذی روح شجر و حجر غرض یہ جملہ خشک و تر مخلوق شامل ہے۔ لہذا یہ مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت خدا (ﷻ) کی جملہ مخلوق جس میں انسانوں، فرشتوں، جنوں، چرندوں اور پرندوں کے علاوہ غیر ذی روح مخلوق بھی شامل ہے۔ سب نے اظہار مسرت و انبساط کیا۔

چنانچہ مندرجہ بالا روایت ہے کہ بقیہ الفاظ اس طرح اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا ولادت کے واقعات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

فبینما أنا کذا لک اذا بدیا ج ابیض قدمہین السماء والارض واذا بقائل یقول عذوہ عن أعین

الناس قالوا رابت رجلا قد وقفوا في الهواء بأيديهم اباريق من فضة ثم نظرت فاذا انا بقطعة من الطير قد غطت حجرتي مناقيرها من الزمرد واجنحتها من الياقوت.

میں اسی حال میں تھی کہ ایک ریشمی پردہ آسمان وزمین کے درمیان لٹکایا گیا اور پکارنے والا بند اویسے رہا تھا کہ اس کو لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل کرلو۔ فرماتی ہیں کہ میں نے چند لوگوں کو خلاء میں دیکھا ان کے ہاتھوں میں سونے چاندی کے تھال ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کا غول ہے جس نے میرے گھر کو ڈھانپ لیا۔ عالم کے ان پرندوں کی چونچیں زمرد کی اور ہڈیا قوت کے تھے۔

شبلی نعمانی :

یہ صاحب ہے تو بے ادب لیکن میلا دی شب کا بہترین نقشہ کھینچا ہے۔ وہ اپنی تصنیف ”سیرۃ النبی ﷺ“ میں لکھتا ہے کہ: ”چندستان دہر میں بار بار روح پرور بہاریں آچکی ہیں، چرخِ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزمِ عالم اس سرو سامان سے سجائی کہ لگا ہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں۔“

ولادت :

لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہرنے کروڑوں برس صرف کر دیے۔ سیارگانِ فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشمِ براہ تھے۔ چرخِ گہن مدتِ ہائے دراز سے اسی صبحِ جانِ نواز کے لیے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنانِ قضا و قدر کی بزمِ آرائیاں، عناصرِ جدت طرازیوں، ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں، ابر و بادی کی تروستیاں، عالمِ قدس کے انفاسِ پاک، توحیدِ ابراہیم ﷺ، جمالِ یوسف ﷺ، معجز طرازیِ موسیٰ ﷺ، جانِ نوازیِ مسیح ﷺ، سب اسی لئے تھے کہ یہ متاعِ ہائے گراں اور شہنشاہِ کونین (ﷺ) کے دربار میں کام آئیں گے۔

آج کی صبح وہی جانِ نواز، وہی ساعتِ ہمایوں، وہی دورِ فرخِ فال ہے۔ اربابِ سیر اپنے محدودِ پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوانِ کسری کے چودہ کنکرے گر گئے۔ آتشِ کدہٗ فارس بجھ گیا۔ دریائے ساوہ خشک ہو گیا۔ لیکن سچ یہ ہے کہ ایوانِ کسری نہیں بلکہ شانِ عجم، شوکتِ روم، اوجِ چین کے قصرِ ہائے فلک بوس گر پڑے، آتشِ فارس نہیں بلکہ جہیمِ شر، آتشِ کدہٗ کفر، آذرِ کدہٗ گمراہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی۔ بُتِ کدے خاک میں مل گئے

شیرازہؑ مجوسیت بکھر گیا، نصرانیت کے اوراقِ خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔ توحید کا غلغلہ اٹھا۔ چمنستانِ سعادت میں بہار آگئی۔ آفتابِ ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں، اخلاقِ انسانی کا آئینہ تو قدس پر سے چمک اٹھا۔ یعنی یتیم عبداللہؑ، جگر گوشہ آمنہؑ رضی اللہ عنہا، شاہِ حرم، حکمرانِ عرب، فرمانروائے عالم، شہنشاہِ کونین ﷺ عالمِ قدس سے عالمِ امکان میں تشریف فرمائے عزت و اجلال ہوا۔

شمسۃ نہ مسند ہفت اختران

ختمِ رُسل خاتمِ پیغمبران

احمد مُرسل کہ خرد خاكِ اوست

ہر دوجہاں بستۂ فتراكِ اوست

اُمی و گویا بہ زبان فصیح

ازالفِ آدم و میمِ مسیح

رسمِ ترنجِ است کہ در روزگار

پیش دہد میوہ پس آرد بہار



شامی راہب کا بیان :

عبداللہ ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ ظہران میں ایک شامی راہب رہتا تھا۔ جو 'عیصا' کے نام سے مشہور تھا وہ اکثر و بیشتر کہا کرتا تھا، اے مکہ والو! تم میں عنقریب وہ شخصیت پیدا ہوگی جس کا مذہب تمام عرب قبول کر لے گا اور وہ عجم کے بھی مالک ہوں گے اور ان کی پیدائش کا یہی زمانہ ہے۔

اندرونِ مکہ میں جوڑ کا پیدا ہوتا لوگ اس راہب سے جا کر پوچھتے تھے۔ لیکن ایک دن جس کی صبح میں رسول اکرم ﷺ رونقِ افروزِ عالم ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہؓ رواج کے موافق عیصا کے پاس گئے اور اسے آواز دی۔ چنانچہ اس نے ملاقات کر کے کہا عالم کو منور کرنے والے کی ولادت آپ کو مبارک ہو۔ آپ کے فرزند ہی وہ نومولود ہیں جن کی پیر کے دن کی پیدائش کے بارے میں اعلان کرتا تھا۔ یہ پیر کے دن ہی تاجِ نبوت سے سرفراز ہوں گے اور پیر کے دن ہی وفات پائیں گے۔ پھر عیصا نے پوچھا ان نومولود کا کیا نام رکھا ہے؟ حضرت عبداللہؓ نے جواباً کہا: محمد



(ﷺ)۔ یہ سن کر عیساؑ نے کہا بخدا میری خواہش یہی تھی کہ یہ فرزند ارجمند تمہارے گھر پیدا ہو اور میرے حد تک ان میں تینوں باتیں میری خواہش کے موافق موجود ہوں اور یہ سب یک جا ہیں۔ ایک یہ کہ ان کا ستارہ بہترین شب طلوع ہوا۔ دوسری یہ کہ پیر کے دن پیدا ہوئے اور تیسرے یہ کہ ان کا نام نامی محمد (ﷺ) ہے۔

فائدہ: اس قسم کے بیانات پیش ہیں ان سب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ شب میلاد کا چرچہ ہر دور میں رہا اور اسے ہر صاحب علم و دانش عقیدت کی نگاہوں سے دیکھتا رہا۔ اس کا چرچہ ہی اس کی فضیلت کافی ہے کیونکہ لیلۃ القدر ادوار سابقہ میں گوشہ گمنامی میں تھی اور اب بھی اس کا صرف نام ہے لیکن حقیقین نہیں، کسی خوش بخت کو آگاہی ہو جائے تو زہے نصیب اور لیلۃ المیلاد کا چرچہ ادوار سابقہ کے علاوہ خود اسی شب عرش سے فرش تک شرق سے غرب تک، شمال سے جنوب تک اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰) عالم کے ذرہ ذرہ میں اسی کی دھوم تھی۔

اعلیٰ نسب و حسب :

نبی پاک (ﷺ) نے اپنا حسب و نسب بیان کرتے ہوئے اپنی ولادت کے زمانہ کو تمام زمانوں سے بہتر و برتر بتایا ہے۔ یہی لیلۃ المیلاد کی شب قدر سے افضلیت کی دلیل کافی ہے۔ چنانچہ شفاء شریف میں ہے:

احادیث مبارکہ :

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ میں اولادِ آدم کے زمانوں میں سے سب سے بہتر زمانے میں مبعوث فرمایا گیا۔ یہاں تک کہ میں اس قرن میں ہوں جس میں تم مجھے دیکھ رہے ہو۔

(۲)..... حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا:

ان الله خلق الخلق فجعلني من خيرهم من خير قرنهم ثم تخير القبائل فجعلني من خير قبيله ثم

تخير البيوت فجعلني من خير بيوتهم فانا خير هم نفسا وخيرهم بيتا.

بیشک اللہ (ﷻ) نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے بہتر لوگوں اور بہتر زمانے میں رکھا۔ پھر قبائل پر نظر انتخاب ڈالی تو بہتر قبیلے میں پیدا فرمایا۔ پھر گھروں پر نظر انتخاب ڈالی تو مجھے بہتر گھر میں پیدا فرمایا۔ پس میں ذاتی طور پر اور گھر کے لحاظ سے سب لوگوں سے بہتر ہوں۔



(۳)..... حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ ﷻ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے حضرت اسمعیل علیہ السلام کو چنا اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کی اولاد سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے چنا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (التوفی ۷۳ھ) کی روایت میں ہے۔ جسے امام ابو جعفر بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۳۱۰ھ) نے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

ان الله ﷻ اختار خلقه فاختر منهم بنى آدم ثم اختار بنى ادم فاختر منهم العرب ثم اختار العرب فاخترانى منهم قريشا ثم اختار قريشا فاختر منهم بنى هاشم ثم اختار بنى هاشم فاخترانى منهم فلم ازل خياراً من خيار الامن احب العرب فبحبى ومن ابغض العرب فببغضى ابغضهم۔

بیشک اللہ ﷻ نے مخلوق سے بنی آدم کو چن لیا، پھر بنی آدم سے عرب کو چن لیا، پھر عرب سے قریش کو چن لیا، پھر قریش سے بنی ہاشم کو چن لیا، پھر بنی ہاشم سے مجھے چن لیا۔ پس میں ہمیشہ بہتر سے بہتر گروہ میں رہا ہوں۔ سن لو جو عرب والوں سے محبت رکھتا ہے تو مجھ سے محبت رکھنے کے باعث اور جو ان سے عداوت رکھتا ہے تو مجھ سے عداوت رکھنے کے باعث۔

(۴)..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا:

ان قريشا كانت نور ابين يدي الله تعالى قبل ان يخلق آدم بالفى عام يسبح ذالك النور وتسبح الملائكة بتسبيحه فلما خلق الله آدم القى ذالك النور فى صلبه فقال رسول الله ﷺ فاهبطنى الله الى الارض فى صلب آدم وجعلنى فى صلب نوح وقذف بى فى صلب ابراهيم ثم لم يزل الله تعالى ينقلنى من الاصلاب الكريمة والارحام الطاهرة حتى اخرجنى بين ابوى لم يلتقيا على سفاح قط۔

بے شک یہ قریشی نبی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار (۲۰۰۰) سال پہلے بارگاہ خداوندی میں نور تھا۔ یہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا تو فرشتے بھی اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح بیان کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم



ﷺ کو پیدا فرمایا تو یہ نور ان کے صلب میں رکھا۔ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب آدم میں رکھ کر زمین پر اتارا۔ پھر صلب نوح علیہ السلام میں، حتیٰ کہ صلب ابراہیم علیہ السلام میں ڈالا۔ پھر اللہ تعالیٰ اَصْلَابِ کریمہ اور ارحام طاہرہ میں منتقل فرماتا رہا۔ حتیٰ کہ مجھے میرے والدین کریمین سے پیدا فرمایا۔ میرے آباؤ اجداد کبھی زنا کے نزدیک بھی نہیں گئے۔

فائدہ: ان روایات سے واضح ہوا کہ جہاں حضور سرور عالم (ﷺ) نے اپنا میلاد بیان فرمایا وہاں اپنے علم کی وسعت سے آباؤ اُتہات کی پاکدامنی اور ان کے ایمان و اسلام کا ذکر بھی فرمادیا۔

دلائل :

عقل کا تقاضا بھی ہے کہ لیلۃ القدر سے شب میلاد افضل ہونی چاہیے۔ اس لئے کہ منسوب کی قدر و منزلت منسوب الیہ پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور سرور عالم (ﷺ) کی ہر نسبت اپنی ہم جنس سے افضل و اعلیٰ ہوتی ہے مثلاً

(۱) حضور سرور عالم (ﷺ) جس جگہ پر رونق افروز ہیں وہ جملہ عالم کی ہر شے سے افضل ہے۔ عرش و کرسی سے لوح و قلم سے یہاں تک کہ کعبہ و بیت المعمور سے وغیرہ وغیرہ۔

(۲) جس پانی کو نبی پاک (ﷺ) کی انگشتانِ اقدس سے طاہر کا شرف ملا، وہ تمام پانیوں سے افضل۔ یہاں تک آپ زمزم سے حوضِ کوثر، وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ ”آپ زمزم افضل ہے یا حوضِ کوثر۔“

(۳) آپ (ﷺ) کی زندگی کے لیل و نہار اور صبح و شام بلکہ ہر لمحہ جملہ اوقات (تمام اوقات) سے افضل و اعلیٰ۔

(۴) آپ (ﷺ) کی آل و اولاد جملہ انبیاء علیہم السلام کی آل و اولاد سے افضل۔

(۵) آپ (ﷺ) کے یار و اصحاب جملہ انبیاء علیہم السلام کے یار و اصحاب سے افضل۔

(۶) آپ (ﷺ) پر نازل کردہ کتاب قرآن مجید جملہ انبیاء علیہم السلام پر نازل کردہ کتب و صحف سے افضل۔

(۷) یہی وجہ ہے کہ اللہ ﷻ نے آپ (ﷺ) کو دنیا میں تشریف لانے کے لئے ماہِ ربیع الاول شریف کا انتخاب فرمایا ہے



ورنہ آپ (ﷺ) کی زندگی بزرگی و شرافت کا تقاضا تھا کہ آپ (ﷺ) کی پیدائش رمضان شریف میں ہوتی۔ صرف اس لئے کہ کوئی دل میں تھوڑی بھی نہ کرے کہ آپ (ﷺ) رمضان کی وجہ سے مشرف ہیں بلکہ یہ تھوڑا ہو کہ رمضان کو شرف ملا تو آپ (ﷺ) کے صدقے، پھر پیدائش کا دن پیر کا منتخب ہوا ہوتا نہ کہ جمعہ مبارک۔ تاکہ یقین ہو کہ آپ (ﷺ) جمعہ کی برکات کے محتاج نہیں بلکہ جمعہ کی برکتیں آپ (ﷺ) کے طفیل ہیں۔

(۸) اور آپ (ﷺ) کا مدفن شریف کعبہ معظمہ نہ ہوا بلکہ مدینہ منورہ۔ وہ بھی اس لئے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ آپ (ﷺ) کی بزرگی کعبہ شریف کی وجہ سے ہے بلکہ یہ یقین ہو کہ کعبہ معظمہ کی شرافتیں و برکتیں حضور نبی پاک (ﷺ) کی مرہون منت ہیں۔

سوال: قاعدہ ہے کہ جہاں کا خیر ہو وہیں پر مدفن ہوتا ہے اور یہاں اسکے خلاف کیوں؟ احادیث مبارکہ میں ہے کہ آپ (ﷺ) کا خیر شریف کعبہ شریف ہے؟

جواب: اللہ (ﷻ) نے اپنا قانون تو بدل دیا لیکن حبیب کریم (ﷺ) کی شان میں آنچ نہیں آنے دی۔ وہ ہوا یوں کہ طوفانِ نوح کے دوران اللہ (ﷻ) نے ملائکہ کو حکم فرمایا کہ خیر رسول اللہ (ﷺ) کو کعبہ سے اٹھا کر مدینہ پاک پہنچا دیں تاکہ آپ (ﷺ) کا مزار کعبہ میں نہ ہو۔ پھر لوگ یہ تھوڑا نہ جمائیں کہ آپ کی عزت کعبہ کی وجہ سے ہے بلکہ یہ عقیدہ رکھیں کہ کعبہ کو عزت ملی تو تیرے در سے۔ (جواہر البحار)

اس سے مزید بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ اہل فہم کے لئے اتنا کافی ہے۔

وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم و علی آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری، الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۳۰ محرم ۱۴۲۳ھ